مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوّت

ہفت روزہ

کراچی

توحید پرست عاشق رسول شاہ اسمٰعیل شہید

نے فرمایا

میری زندگی کا واحد مقصد شرک و بدعت کا خاتمہ اور

ہندوانہ مظالم کا انسداد ہے ——— شہادت

ایک فخر ہے۔ جو نصیبہ وروں کو ملتا ہے

جلد ۳

۲۹ محرم تا ۵ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۶ اکتوبر تا یکم نومبر ۱۹۸۴ء

شمارہ ۱۹

شمائل نبوی ﷺ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱ حدثنا قتیبۃ بن سعید و بشر بن معاذ قالا حدثنا ابو عوانۃ عن زیاد ابن علاقۃ عن المغیرۃ بن شعبۃ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتفخت قدماہ فقیل لہ اتتکلف ھذا وقد غفر اللہ لک ماتقدم من ذنبک و ماتاخر قال افلا اکون عبداً شکورًا۔

۱ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر لمبی نفلیں پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک ورم کر گئے تھے ، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ اس قدر مشقت برداشت کرتے ہیں حالاں کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ نے آپؐ کے اول و آخر سب گناہ بخش دیے ہیں ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حق تعالیٰ جل شانہٗ نے مجھ پر اتنا انعام فرمایا ہے) تو کیا میں اس کا شکر ادا نہ کروں ۔

فائدہ ۔ سائل کی غرض بظاہر یہ تھی کہ کثرتِ عبادت معاصی کے لیے ہوتی ہے جب آپؐ معصوم ہیں ، آپ سے گناہ صادر ہی نہیں ہوتا پھر آپؐ کو اس درجہ مشقت برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب فرما دیا کہ عبادت کی یہی ایک غرض نہیں ہوتی بلکہ مختلف وجوہ سے ہوتی ہے اور جب اللہ جل شانہ نے میرے سارے گناہ معاف فرما دیے تو اس کا مقتضا تو یہی ہے کہ میں اس کے احسان کے شکر میں کثرت سے عبادت کروں ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ عبادت کبھی جنت وغیرہ کی رغبت وغیرہ کی وجہ سے ہوتی ہے یہ تاجروں کی عبادت ہے کہ عبادت سے خریداری مقصود ہے ۔ یہاں قیمت ادا کی جا رہی ہے وہاں مال مل جائے گا۔ اور کبھی عبادت خوف کی وجہ سے ہوتی ہے یہ غلاموں کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے خوف سے کام کرتے ہیں ۔ جیسا نوکروں کا عام دستور ہوتا ہے ۔ ایک وہ عبادت ہے جو بلا رغبت و بلا خوف محض اللہ کے انعامات کے شکر میں ہو ۔ یہ احرار کی عبادت ہے ۔ حدیث بالا میں گزرا ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کے سب گناہ معاف فرما دیئے حالاں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ صادر ہی نہیں ہوتا ۔ اس کے بہت سے جواب علماء نے مرحمت فرمائے ہیں جو اپنے موقعوں پر درج ہیں بالخصوص سورہ انا فتحنا کی تفسیروں میں مختلف جواب نقل کئے گئے ہیں ۔ بندہ کے نزدیک سہل یہ ہے حسنات الابرار سیئات المقربین ایک لوگوں کی خوبیاں مقربین کے لئے گناہ بن جاتے ہیں) ہر شخص کے گناہ اس کے درجہ کے مناسب ہوتے ہیں ۔ آپ کے درجہ اور رتبہ کے مناسب جو کوتاہیاں شمار کی گئیں وہ ایسے امور ہیں جو ہمارے لیے عین طاعت ہیں ۔ مثال کے طور پر دیکھ لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافر سرداروں کے اسلام لانے کی توقع اور امید میں ان سے گفتگو فرما رہے تھے جو عین دین تھا اس وقت ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے آکر کچھ بات کی جس کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی اہمیت کی وجہ سے ان کا درمیان میں دخل

باقی صفحہ ۲۳ پر ملاحظہ فرما دیں

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۱۹

فہرست

۱	خصائل نبوی ؐ حضرت شیخ الحدیثؒ	۲
۲	ابتدائیہ سعید احمد جلالپوری	۵
۳	بنگلہ دیش کی رپورٹ منظور احمد الحسینی	۷
۴	اشاعت اسلام میں دینی مدارس کا کردار محمد عبدالستار واحدی	۸
۵	ایک گمراہ فرقہ	۱۱
۶	کاروان ختم نبوت	۱۳
۷	آپ کے مسائل کا جواب مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۵
۸	الاستفتاء	۱۶
۹	جنگ آزادی	۱۷
۱۰	علامات قیامت	۲۲

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ـــ ۷۰ روپے
ششماہی ـــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ـــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: A/۲۰ ساشرہ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ دوبئی اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

SHAMSI

For

CANVAS

&

TENTS

SHAMSI CLOTH
AND GENERAL MILLS LTD.

(KARACHI PAKISTAN)

HEAD OFFICE:
3, Idris Chambers,
Talpur Road,
Karachi-2
Phones: 221941 - 230081
Grams: "Canvas" Karachi.

MILLS:
A-53, Sind Industrial
Trading Estates
Manghopir Road,
Karachi-16
Phones: 290443 - 290444

Bill No 361 28/10/84

Adv. Recd upto Feb 85

خالص اور سفید ——— صاف وشفاف

شکر (چینی)

باوانی شوگر ملز لمیٹڈ

پتہ
حبیب اسکوائر ایم اے جناح روڈ (بندر روڈ)
کراچی

Bill No 360 Dt. 28/10/84

ابتدائیہ

قادیانی واویلا

"معلوم ہوا ہے کہ ایک سو کے لگ بھگ قادیانی باشندوں نے فرار ہو کر سویڈن میں پناہ حاصل کر لی ہے۔ ان افراد نے سویڈن کی حکومت سے سیاسی پناہ کے لیے درخواست کی ہے یہاں موصولہ اطلاعات کے مطابق ان باشندوں نے حکومت پاکستان کے خلاف بعض ایسے بے بنیاد الزامات عائد کر کے سیاسی پناہ کا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے جن کا قطعی طور پر کوئی وجود نہیں ہے۔ ان مفرور قادیانیوں نے نام نہاد سیاسی پناہ کے لیے اپنی درخواست میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ پاکستان میں ان کی جان مال محفوظ نہیں ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ سویڈن کی حکومت نے ابھی تک ان کی درخواست پر کوئی فیصلہ نہیں دیا۔" (روزنامہ جنگ کراچی ۴۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

مندرجہ بالا خبر کے مندرجات ہمارے لیے کوئی نئے نہیں بلکہ اس سے قبل بھی انہی صفحات میں ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ قادیانیوں کو پاکستان دشمنی میں وہی مقام حاصل ہے جو عرب دشمنی میں اسرائیل کو۔ پھر اس کے علاوہ انہی صفحات میں مکتوب ناروے کے حوالے سے یہ بھی بتلایا جا چکا ہے کہ ناروے میں قادیانی ناروے ٹی وی اسٹیشن کے ذریعے اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔ اور پاکستان کے خلاف انتہائی گمراہ کن پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔

بعض حلقوں کا خیال ہے کہ قادیانی ہمارے ملک سے نکل جائیں اور پاکستان کو اس شجرہ خبیثہ سے ہمیشہ کے لئے پاک کر دینا چاہیے۔ مگر ہمارے خیال میں قادیانیوں کو پاکستان سے فرار نہ ہونے دیا جائے کیونکہ قادیانیوں کا بیرون ملک فرار ہو جانا یقیناً بہتر نہیں ہوگا بلکہ مسلمانانِ عالم کے لیے ایک ناگہانی مصیبت ثابت ہوگی اس لئے کہ قادیانی بیرون ملک جہاں پاکستان کو بدنام کریں گے وہاں کہیں اس سے زیادہ سیدھے سادھے مسلمانوں کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا نشانہ بنا کر شکار کریں گے جو نہایت خطرناک امر ہے۔ کیونکہ یہ ہندوستانی فتنہ ہے اور اس کے سدباب کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے ہندوستانی علماء کو منتخب فرمایا ہے جو ان کے تمام خم وپیچ اور ہر حربہ وچربہ کو خوب اچھی طرح سمجھ کر ان کی سرکوبی کر سکتے ہیں جب کہ غیر ہندی علماء کے لیے اس اجنبی اور نئے فتنے کی تردید اور سرکوبی ایک پریشان کن مسئلہ بن جائے گا اور بہت ممکن ہے کہ وہاں کے عوام ان کی دسیسہ کاریوں اور پُر فریب مکاریوں سے متاثر ہو جائیں جو یقیناً ایک المیہ سے کم نہ ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ قادیانیوں کی نگرانی کی جائے وہ بیرون ملک فرار نہ ہونے پائیں۔ "قادیانیوں کا یہ پروپیگنڈہ کہ" پاکستان میں ان کی جان و مال محفوظ نہیں ہے" نہایت ہی مضحکہ خیز ہے کیونکہ آج تک کسی قادیانی مبلغ

کے اغوار کی خبر تو سننے میں نہیں آئی البتہ ان نام نہاد " غیر محفوظین" کی طرف سے مسلمان مبلغین کے اغوا اور قتل کی کئی وارداتیں ہو چکی ہیں اور تاحال اس پر ان کا مواخذہ بھی نہیں کیا گیا ۔

پھر سویڈن (جس میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام دیا گیا تھا) جیسے ملک کے سامنے اپنی مظلومیت کا واویلا اور ڈھنڈورا پیٹنے کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ پہلے جس طرح آپ (سویڈن) نے نوبل انعام دے کر ہماری سرپرستی کی ہے آئندہ ہم مستقل آپ کی سرپرستی کے خواہاں ہیں ۔

ہم آخر میں اپنے قارئین کو مرزائیوں کی داستانِ مظلومیت میں سے (حال ہی میں شائع شدہ) صرف ایک خبر کی نشاندہی کرتے ہوئے بتلانا چاہتے ہیں کہ مرزائی پاکستان میں کس قدر خائف ہیں اور اپنی بے بسی کی وجہ سے کہاں تک قانون کی پاسداری کرتے ہیں ، چنانچہ روزنامہ جنگ کراچی اپنی ۵ ، اکتوبر ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :

" مقامی پولیس نے ایک دکان دار محمد یوسف بھٹی کو قادیانی آرڈی ننس کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتار کیا ہے ۔ بتایا گیا ہے کہ محمد یوسف بھٹی نے قادیانیوں کی عبادت گاہ پر مسجد کا لفظ تحریر کیا تھا ۔ ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے ۔"

ذرا ان بین الاقوامی "مظلوموں" سے کوئی پوچھے کیا اس قسم کی دیدہ دلیری اور قانون شکنی کے مظاہرے "مظلومت" کے شکار افراد کیا کرتے ہیں ؟ اگر قادیانی اصطلاح میں مظلومیت کی یہی تعریف ہے تو یقیناً پھر پاکستان کیا دنیا بھر میں ان جیسا دوسرا کوئی مظلوم نہیں ہے ۔ کیوں کہ اس جیسی کھلی کھلی بغاوت کسی اور کے بس کی بات نہیں ۔

اس کے برعکس قادیانی دجل سے متاثر ہونے والے بعض ایسے سادہ لوح بھی ہیں جو انہیں اچھا شہری سمجھتے ہیں ۔ ان کی سادگی کا یہ پہلو انتہائی افسوسناک ہے کہ وہ ایسی استعماری اولاد کو اچھا شہری سمجھتے ہیں جو اپنے جبر و تشدد کو چھپانے کے لیے اپنے آپ کو مظلوم باور کرا کر غیر مسلم بلاکوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں مہارت رکھتی ہے ۔ صرف یہی نہیں بلکہ اب تو ان کی ملک و ملت دشمنی ، انڈر گراؤنڈ سازشیں اور عزائم بھی بے نقاب ہو چکے ہیں ۔

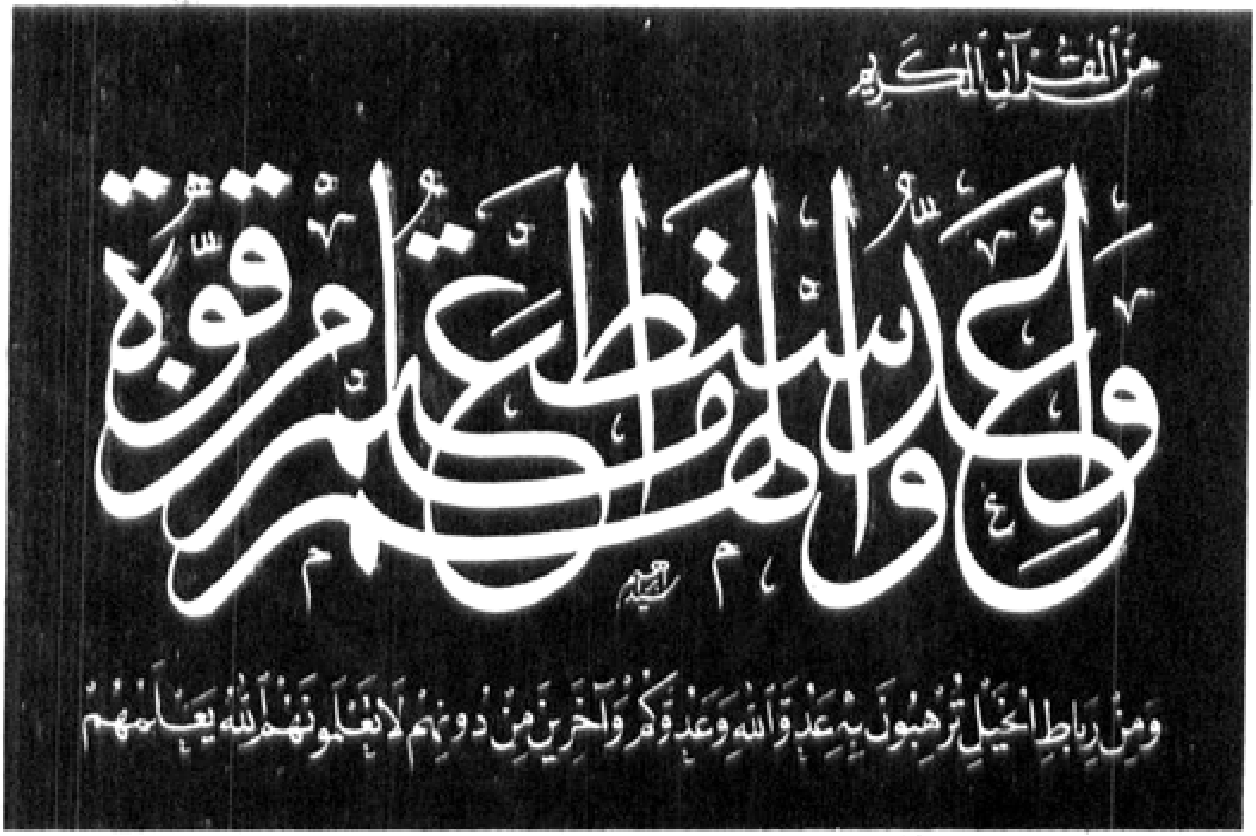

منظور احمد چنیوٹی

بنگلہ دیش میں

قادیانی سرگرمیوں کی ایک رپورٹ

پاکستان میں غیر مسلم قرار دینے کے بعد قادیانیوں نے ساؤتھ ایسٹ ایشیا کا مرکز بنگلہ دیش میں تجویز کیا ہے اور اس کی تیاری وہاں انھوں نے ڈھاکہ بخشی بازار میں واقع قادیانی مرکز کی غیر معمولی توسیع کرکے کی۔ برہمن باڑیہ میں جو قادیانیوں کا پرانا مرکز سمجھا جاتا ہے وہاں انھوں نے چھ بیگھا زمین محکمہ ریلوے سے دجل وفریب کے ذریعہ حاصل کی اور اس میں اپنا معبد اور کمپلکس بنانے کا منصوبہ تیار کیا ہے۔ قادیانی معبد کی تعمیر تقریبًا مکمل ہو چکی ہے۔

برہمن باڑیہ سے کوئی بیس کلو میٹر دور "اوکھا وڑہ" کے مقام پر ایک اور مرکز قائم کیا گیا ہے۔ اور وہاں بھی تعمیرات کے بہت وسیع منصوبے معلوم ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں چاٹگام میں سنگھو، دیناج پور اور ٹھاکر گاؤں کے قریب بنگلہ دیش بننے کے بعد وہاں قادیانی مراکز اور معابد کی تعمیر وہاں ہوئی ہے۔ ان لوگوں کا طریق دعوت پہلے کے مقابلے میں تبدیل ہو چکا ہے پہلے وہ عوام کو سمجھانے کی کوشش کرتے تھے لیکن اب وہ بے پناہ لٹریچر اور چھوٹی چھوٹی تنظیموں کے ذریعے لکھے پڑھے اصحاب ثروت، حکومت اور فوج کے اراکین میں کام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

قادیانی لوگوں میں یہ "تاثر دیتے ہیں کہ قادیانی فرقہ بھی اہل سنت والجماعت کے حنفی شافعی کی طرح ایک فرقہ ہیں۔ یہ جماعت چونکہ یہودیوں کی طرح پڑھی لکھی ہے وہ گمراہ کن پروپیگنڈے عوام کو یہ "تاثر دیتے ہیں کہ ہر جگہ مولویوں کی اجارہ داری ہے اور قادیانی فرقہ مولویوں کی اجارہ داری ختم کرنا چاہتا ہے اس لیے یہ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔

بنگلہ دیش بننے کے فساد سے متاثرہ ملک کی تعمیر نو میں حصہ لینے کے لیے امریکی اور یورپی مشنری کے ۵۲ اداروں نے عوام کی زندگی کے مختلف شعبوں میں اثر انداز ہونے کی بھرپور کوشش کی۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ مشنریوں کے مقامی عہدجات قادیانیوں سے لیے گئے ہیں۔ قادیانیوں میں آپس کے روابط بہت گہرے ہیں۔ ایک خاص منصوبے کے ماتحت اخبارات میں قادیانی قابض ہیں اور خبروں کو علماء کے وقار کے گھٹانے کے لیے غیر معمولی رنگ چڑھا کر شائع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

گورنمنٹ کے ہر دفتر میں ان لوگوں کی انجمن ہے خاص کر روٹری کلب، لائن کلب، اپوا جیسے اداروں میں یہ چھائے ہوئے ہیں اور اس کے ذریعے معاشرے کے اونچے طبقے میں زبردست طریقے پر یہ لوگ اثر انداز ہو رہے ہیں۔ ایسے ہی وہ سرکاری حکام کو بھی اپنا ہمنوا بنا کر رکھتے ہیں۔

بنگلہ دیش ملٹری میں اس وقت ایک بریگیڈیر، تین کرنل، دو میجر سات کیپٹن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قادیانی ہیں فضائیہ اور بحریہ میں بھی ان کے چند افراد اچھے عہدوں پر فائز ہیں۔

غیر ملکی کمپنیاں خاص کر باٹا وغیرہ کے اونچے اونچے عہدوں

باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اشاعتِ اسلام میں دینی مدارس کا کردار

تحریر:- جناب محمد عبدالستار واحدی خطیب مسجد اقصیٰ
منظور کالونی کراچی

اسلام دنیا میں ایک واحد مذہب ہے جو بالکل سچا اور برحق ہے، قرآنِ پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین ایدیھم وما خلفھم۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے بے شمار مقامات پر قرآن پاک کی سچائی اور اس کے کلام الٰہی ہونے کا اعلان فرمایا۔ صرف یہی نہیں بلکہ حاملِ قرآن خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور صداقت کا بھی برملا اعلان فرمایا ہے۔ مثلاً۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا وداعیًا الی اللہ باذنہ وسراجًا منیرًا۔

انا ارسلناک بالحق بشیرًا ونذیرًا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم۔

مسلمانوں کا ایمان ہے کہ دینِ اسلام نہ صرف سچا اور برحق ہے بلکہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے، دینِ اسلام کا کوئی ضابطہ اور حکم فطرت کے خلاف نہیں ہے۔

اسلام نے اس بارے میں صرف دعویٰ ہی نہیں کیا۔ بلکہ دنیا بھر کے غیر مسلموں کو چیلنج بھی کیا ہے کہ:۔

قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

ایک دوسرے مقام پر اسی سے ملتے جلتے مفہوم کو یوں ادا کیا گیا ہے

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔

مگر چودہ سو سال گذرنے کے باوجود اسلام کے اس دعوے کو کوئی نہیں جھٹلا سکا اور نہ قیامت تک کوئی جھٹلا سکے گا۔ لیکن اس کے باوجود اسلام دشمنوں کی ایک بڑی کھیپ اسلام اور مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے لئے ہمیشہ اور ہر دور میں پوری قوت کے ساتھ سرگرم عمل رہی۔ اگرچہ دینِ اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تبارک و تعالیٰ نے اٹھا رکھی ہے۔ مگر مسلمانوں پر بھی حسب استطاعت اس کے دفاع کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ اسلام میں مسلمانوں کے تمام طبقے دینِ اسلام کی حفاظت اور دفاع میں مصروف عمل رہے ہیں۔ علماء کا طبقہ دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں علمی میدان میں سرگرم عمل رہا۔ مجاہدین کا طبقہ میدان کارزار میں اسلام دشمنوں کو تہ تیغ کرتا رہا اور صاحب ثروت افراد جو اپنا مال و دولت خرچ کرکے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔

ان تمام طبقوں میں علماء کا ایک ایسا طبقہ ہے جو دین اسلام کی حفاظت اور اس کی ترویج و اشاعت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو علوم نبوت کے یہی لوگ تو وارث ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

العلماء ورثۃ الانبیاء۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے جس خطے

میں بھی اسلام کے خلاف شورش برپا ہوئی۔ تو امام ابوحنیفہؒ امام احمد بن حنبلؒ۔ شاہ ولی اللہؒ۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ۔ قاسم نانوتویؒ شیخ الہندؒ۔ حضرت مدنیؒ۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مفتی محمودؒ جیسے مجاہدین اسلام اور علماء اسلام بے انتہا مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے بھی اسلام کی حفاظت کرتے نظر آتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند بھی ایک ایسا خطہ ارضی ہے جو لادینی فتنوں اور شورشوں کا گڑھ رہا ہے۔ کوئی فتنہ ایسا نہیں جو یہاں نہ ابھرا ہو۔ — اس لحاظ سے تو یہ علاقہ نہایت خوش قسمت ہے کہ اس علاقے میں نور اسلام کی کرنیں خلفائے راشدین کے دور سے ہی پھوٹنا شروع ہوگئی تھیں۔ پھر اس کے بعد عرب کے دیندار تاجروں کی (جو دراصل اسلام کے مبلغ بھی تھے) انتھک کوششوں اور مجاہدین اسلام کی آمد نے اس علاقے کی کایا پلٹ دی اور تمام کا تمام علاقہ اسلام کی آغوش رحمت میں آگیا۔ اور کئی صدیوں تک اس نعمت سے مستفید ہوتا رہا۔ لیکن اس علاقہ کی بدقسمتی اس وقت شروع ہوئی۔ جب برصغیر میں انگریز سامراج نے مکارانہ بھیس بدل کر قدم رکھا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس علاقہ کی اسلامی حیثیت ختم ہوکر عیسائی مملکت وجود میں آگئی۔

مگر انگریزوں کو اس علاقے کی اسلامی حیثیت ختم کرنے اور عیسائی سکہ رائج کرنے میں جس قدر مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اس کا اندازہ ایک انگریز مورخ کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے کہ انگریز کا اقرار ہے کہ:۔

"ہم جب بھی عیسائی مملکت کے مفاد کے لئے کوئی قدم اٹھاتے تو علماء اسلام عوام کو ہمارے خلاف بھڑکا کر ہمیں ناکام بنا دیتے ہیں۔"

چنانچہ انگریزوں کی مکارانہ ذہنیت نے ایسے اقدامات شروع کئے جن سے برصغیر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات سرد پڑسکیں اور ان کے دل ودماغ پر اسلامی تعلیمات کی جو گہری چھاپ ہے وہ مٹائی جاسکے۔ مسلمان قوم کی مذہبی حالت کو تبدیل کرنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے۔ ان کے بارے میں جناب سرسید احمد خان اپنی کتاب "اسباب بغاوت ہند" میں رقمطراز ہیں۔

"ہماری گورنمنٹ کا دلی ارادہ ہے کہ مذہب اور رسم ورواج میں مداخلت کرے، اور سب کو کیا ہندو، کیا مسلمان عیسائی مذہب اور اپنے ملک کے رسم ورواج پر لا ڈالے، اور سب سے بڑا سبب اس سرکشی کا یہی ہے

ہر شخص دل سے جانتا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کے احکام بہت آہستہ آہستہ ظہور میں آتے ہیں اور جو کام کرنا ہوتا ہے رفتہ رفتہ کیا کرتے ہیں اس واسطے دفعتہً اور جبراً دین بدلنے کو نہیں کہتے مگر جتنا جتنا قابو پاتے جائیں گے اتنی اتنی مداخلت کرتے جائیں گے۔

سب کو یقین تھا کہ ہماری گورنمنٹ علانیہ جبر مذہب بدلنے پر نہیں کرے گی بلکہ خفیہ تدبیریں کر کر مثل نابود کر دینے علم عربی وسنسکرت کے اور مفلس اور محتاج کر دینے ملک کے اور لوگوں کو جو ان کا مذہب ہے اس کے مسائل سے ناواقف کر کر اور اپنے دین اور مذہب کی کتابیں اور مسائل اور وعظ کو پھیلا کر، نوکریوں کا لالچ دے کر لوگوں کو بے دین کر دیں گے"

(اسباب بغاوت ہند ص.....)

انگریزی حکومت

انگریزی حکومت نے برصغیر کے عوام کو اپنا غلام رکھنے کے لئے یوں تو تمام شعبہ ہائے زندگی میں اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے۔ مگر اس کا سب سے زیادہ زور نظام تعلیم کو ایسے رنگ میں رنگنے پر صرف ہوا جس سے لوگ عیسائی مذہب کی طرف مائل ہوں۔ یا کم از کم مذہب اسلام سے بیگانہ ہوں۔

چنانچہ سرسید احمد خاں "اسباب بغاوت ہند" میں لکھتے ہیں

"مشنری اسکول جاری ہوئے اور ان میں مذہبی تعلیم شروع ہوئی۔ سب لوگ کہتے تھے کہ سرکار کی طرف سے ہیں۔ بعض اضلاع میں بہت بڑے بڑے عالی قدر حکام متعہدان سکول میں جاتے

تھے اور لوگوں کو اس میں داخل اور شامل ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔ امتحان مذہبی کتابوں میں لیا جاتا تھا۔ اور طالب علموں سے جو لڑکے کم عمر ہوتے تھے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارا خدا کون ہے؟ تمہارا نجات دینے والا کون؟ اور اگر وہ عیسائی مذہب کے موافق جواب دیتے تھے اس پر ان کو انعام ملتا تھا۔ ان سب باتوں سے رعایا کا دل ہماری گورنمنٹ سے پھرتا جاتا تھا۔

یہاں ایک اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر لوگ اس تعلیم سے ناراض تھے تو اپنے لڑکوں کو کیوں داخل کرتے تھے۔ اس بات کو عدم ناراضی پر خیال نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ یہ ایک بڑی دلیل ہے ہندوستان کے کمال خراب حال اور مفلس اور نہایت تنگ اور تباہ حال ہوجانے پر۔ یہ صرف ہندوستان کی محتاجی اور مفلسی کا باعث تھا۔ کہ لوگ اس خیال سے کہ ان سکولوں میں داخل ہو کر ہماری اولاد کو کچھ وجہ معیشت اور روزگار حاصل ہوگا۔ ایسی سخت بات کو جس سے بلاشبہ ان کو دلی رنج اور روحانی غم تھا۔ گوارا کرتے تھے نہ رضامندی سے"

انگریزی دور حکومت کے ایک نامور ماہر تعلیم لارڈ میکالے نے تو یہاں تک نعرہ لگایا کہ۔

"ہم ہندوستان میں ایسی قوم پیدا کریں گے جو نسلاً ہندوستانی ہوگی مگر ذہناً عیسائی"

چنانچہ اسلامی غیرت وحمیت اور دردِ دل رکھنے والے علماء اسلام نے اس چیلنج کا مقابلہ کیا اور صاحب ثروت حضرات کے تعاون سے خالص اسلامی تعلیمات کے پرائیویٹ ادارے قائم کئے جن کی بنیاد اخلاص اور توکل علی اللہ پر رکھی گئی۔ اسلامی تعلیمات کا سب سے پہلا ادارہ دارالعلوم دیوبند کے نام سے کرہ ارضی پر ایک مہتاب بن کر چمکا اس کے بعد چراغ سے چراغ جلتا رہا اور ملک کے کونے کونے میں تعلیمات کے مراکز قائم ہوتے گئے۔ اور یہ سلسلہ پاکستان بننے کے بعد بھی قائم رہا۔

الحمد للہ۔ اس اسلامی مملکت میں دینِ اسلام کے بے شمار قابل فخر ادارے موجود ہیں جہاں تشنگانِ علوم عربیہ اپنی علمی پیاس بجھا کر نکلتے ہیں اور پھر عام مسلمانوں کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

بقیہ جنگ آزادی

نے ۱۸۹۹ء میں مسجد دیکھی تو بطور خود بوٹوں پر موزے پہن لیے۔ یہ گویا عام انگریز افسروں کے لیے ایک عملی ہدایت نامہ تھا۔ اس کے بعد کیپٹن نے موزے بنواکر رکھ دیے۔ جسے انگریز افسر اندر داخل ہوتے وقت پہن لیتے۔

مسجد فتحپوری

چاندنی چوک مغربی سرے پر یہ مسجد دلی میں بلحاظ عظمت دوسرے درجے پر ہے۔ اس کی دکانیں فتح شہر کے بعد ضبط کرلی گئی تھیں۔ اور عجیب امر یہ ہے کہ ان کے نیلام کا بھی فیصلہ کرلیا اور مسلمانوں کو خبر تک نہ ہونے دی۔ لالہ چھنامل رئیس نے انیس ہزار میں خرید لیں۔ مسلمانوں نے مدت کے بعد قانونِ وقف کے مطابق اس سودے کی تنسیخ کی درخواست پیش کی اور یہ درخواست منظور ہوگئی۔ حکومت نے چاہا کہ لالہ چھنامل رئیس دکانیں چھوڑ دے اور اپنی رقم مع سود جو ایک لاکھ دس ہزار بنتی تھی۔ اس کے بدلے میں متصل بلول کا ایک موضع دینا چاہا لالہ نے انکار کردیا۔ آخر دکانوں کے جمع شدہ کرایے اور موضع کی نیلامی سے ایک لاکھ دس ہزار کی رقم دے کر مسجد کی کل جائداد واپس لی گئی۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی
نے فرمایا

کھلونا سمجھ کر نہ برباد کرنا!
ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں
فرنگی کی فوجوں میں حریت کے فتوے
سر دار چڑھ کر بھی گائے ہوئے ہیں

ایک گمراہ فرقہ

قارئین کرام علماء و طلباء و وکلاء اور ہر طبقہ فکر کے تمام لوگوں کو شاید معلوم نہ ہو مگر بعض حضرات ضرور اس فرقہ سے واقف ہوں گے۔ اس فرقہ کی عمر تقریباً ساڑھے چار سو سال ہوگی۔ اس کی سرگرمیوں کے پوشیدہ رہنے اس کی تبلیغ اور نشرواشاعت نہ ہونے کی وجہ سے کم لوگ اس سے واقف ہوں گے۔ یہ فرقہ ذکر کرنے کی وجہ سے "ذکری" مشہور ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان سے بشمول کلمہ طیبہ سے منحرف ہے اس کا اپنا کلمہ ہے، جس میں بجائے "محمد رسول اللہ" کے "محمد مہدی رسول اللہ" پڑھتے ہیں۔ اس فرقہ کا بانی مبانی "ملّا محمد اٹکی" تھا جس نے کیچ میں آکر پہلے مہدویت پھر نبوت کا دعویٰ کیا، چونکہ تاریخ اسلام کے صفحات پر اسود عنسی، طلیحہ اسدی، مسیلمہ کذاب۔ مختار ابن ابو عبید ثقفی۔ حارث کذاب دمشقی وغیرھم سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک کے ہزاروں جھوٹے مدعیان نبوت و مہدویت کی کارکردگی موجود تھی ان کی دیکھا دیکھی میں اس کو بھی مہدی اور پھر نبی بننے کا شوق ہو گیا۔

آخوند درویزہ رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ و مباحثہ میں شکست کھانے کے بعد وہاں سے بھاگا۔ کیچ مکران کے پہاڑوں میں ۹۷۷ھ میں آکر دم لیا۔ یہاں کے بلوچوں کو گمراہ کرنے کے بعد روپوش ہو گیا۔ پہلے یہ لوگ داعی کہلاتے تھے مگر اب ذکری مشہور ہیں، موجودہ وقت میں اس فرقے کے دو طبقے ہیں۔ قدیم ذہن رکھنے والے ملّا محمد اٹکی کو مہدی تصور کرتے ہیں اور جدید طبقہ کے لوگ سید محمد جونپوری کو مہدی اٹکی تصور کرتے ہیں مگر عقائد سب کے ایک ہیں۔

اس فرقہ کے عقائد درج ذیل ہیں۔

کلمہ طیبہ: مسلمانوں کا کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے مگر اس ذکری فرقہ کا کلمہ "لا الہ الا اللہ نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ" ہے۔ ذکر و اذکار میں درج ذیل طویل کلمہ پڑھتے ہیں۔ "لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ صادق الوعد الامین"۔ ترجمہ: خود ان کی کتابوں میں درج ذیل ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ ہے برحق ہے ظاہر ہے نور محمد مہدی اللہ کے رسول ہیں۔ جو وعدے کا سچا اور امانت دار ہے۔

حوالہ قلمی نسخہ شیخ محمد قصر قندی ص ۱۴۳، ص ۸۵، ص ۱۰۰، قلمی نسخہ نورالدین بن ملّا کمالان، سفرنامہ مہدی ص ۴، ذکر توحید ص ۹، ص ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۵، ۲۹، ۳۱، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۴۸، ذکر الٰہی ص ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۲۰، ۲۲، ۲۶، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ذکر وحدت ص ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶۔

ذکر: مسلمان نماز کو فرض سمجھ کر پڑھتے ہیں لیکن ذکری حضرات نماز کو منسوخ سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک نماز پڑھنا گناہ عظیم اور ناروا ہے۔ اس کی جگہ پر ذکر کو فرض سمجھتے ہیں جو ذکر جلی اور خفی پر مشتمل ہے۔ دیکھئے ان کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب، حوالہ ذکر وحدت، ذکر الٰہی، ذکر توحید وغیرہ میں ذکر کا طریقہ لکھا ہے۔

روزہ: مسلمان رمضان المبارک کا روزہ فرض سمجھتے ہیں مگر ذکری حضرات کے نزدیک رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت ختم ہوگئی زیادہ سے زیادہ ذی الحج کے نو روزے فرض ہیں۔ (ایک نو مسلم ذکری رہنما کا کہنا ہے البتہ ہم نے زندگی میں کبھی یہ روزے نہیں رکھے) میں ذکری ہوں ص ۷ جز او ص ۳۷ سے ص ۴۲ تک۔

حج: مسلمانوں کے نزدیک ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض ہے۔ مگر ذکری حضرات کے نزدیک حج

بیت اللہ فرض نہیں بلکہ منسوخ ہے۔ اس کی جگہ پر پنجگور کمران میں تربت کے قریب "کوہ مراد" نامی پہاڑی پہ جا کر حاضری طواف ضروری ہے۔ یہ حج بیت اللہ کا قائم مقام ہے۔ بلوچ وبلوچستان کا تاریخی جائزہ صـ۳۵ سیارہ ڈائجسٹ جنوری ۱۹۷۴ء۔ مکران تاریخ کے آئینہ میں صـ۱ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء، عمدۃ الرسائل صـ۲۹۔ تبرا سلام بر کہور ذکریان صـ۸ وغیرہ، بلوچی دنیا فروری ۱۹۵۹ء فروری ۱۹۶۶ء، ستمبر ۱۹۶۵ء، ذکریں دور مکران نمبر ۱۶، مارچ ۱۹۶۷ء۔

زکوٰۃ: مسلمانوں کے نزدیک ہر صاحب استطاعت پر فرض ہے، مگر ذکری حضرات زکوٰۃ بشرح ایک چوتھائی کی بجائے عشر بشرح ایک دہائی دیتے ہیں۔ (ذکریں دور مکران نمبر ۱۶، مارچ ۱۹۶۷ء)

ختم نبوت: مسلمانوں کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں اور آخری نبی ہیں اب نہ کوئی نبی مبعوث ہوگا اور نہ کوئی رسول مگر ذکری حضرات کے نزدیک جیسا کہ ان کے کلمہ سے ظاہر ہے، مہدی کو اللہ کا رسول ظاہر کرتے ہیں۔

ان کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منجملہ دوسرے انبیاء کی طرح ایک نبی ہیں، البتہ خاتم النبیین محمد مہدی ہے۔ (معراج نامہ قلمی نسخہ نورالدین، توئی خاتم تمام پیغمبران، توئی خاتم ہمہ سروران۔ ثنائے مہدی۔ ذکر الٰہی صـ۳۹ مطبوعہ کراچی ۱۹۵۶ء ذکر توحید صـ۴۶ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء) ان کے نزدیک محمد مہدی اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہے۔ مرا نہیں ہے بلکہ زندہ ہے خدا کے سامنے بیٹھا ہے اپنی امت (ذکریوں) کی وکالت کرتا ہے ان کو دوزخ میں جانے نہیں دیتا۔ ان کے عقیدے میں مہدی کا منکر کافر ہے۔

مہدی شریعت لے کر آئے ہیں۔ بوقت عبادت قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں، یہ لوگ حلقہ میں بیٹھ کر ذکر کرتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، ان کی کتاب ذکر توحید، ذکر وحدت، ذکر الٰہی میں ذکری ہوں۔ وغیرہ

غرض کہ یہ فرقہ اپنے عقائد واعمال کی روشنی میں قادیانیوں سے بدرجہا گیا گذرا فرقہ اور غیر مسلم اقلیت ہے۔

بلوچستان کی تمام قاضی عدالتوں میں یہ مسلّمہ طور پہ غیر مسلم تصور کئے جاتے ہیں، بلوچستان کے لوگ ان کو غیر مسلم مانتے ہیں اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ نہیں کھاتے۔

پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا تو آرٹیکل نمبر ۲۶۰ شق نمبر ۳ کے تحت یہ لوگ بھی غیر مسلم تصور ہوتے ہیں اور ہیں۔

لہٰذا ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت ان کی انجمن "آل پاکستان مسلم ذکری انجمن" جو کہ حسان روڈ (لیاری) کراچی میں واقع ہے۔ لفظ مسلم استعمال کرنے سے روکے اور ان کو غیر مسلم قانونی طور پر قرار دیا جائے چونکہ شرعاً یہ غیر مسلم ہیں ہی اور بلوچستان میں بھی قانوناً غیر مسلم ہیں، مرکزی سطح پر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

بقیہ:- بنگلہ دیش کی رپورٹ

پر قادیانیوں کو چن چن کر لیا جاتا ہے۔

محکمہ پولیس میں بھی قادیانی افراد کافی ہیں اور ان کے ذریعے علماء کی ان کے ذریعے مخبری کرنا اور اذیتیں اور تکالیف پہنچانا ان کا خصوصی مشغلہ ہے۔

سول حکام میں دو سیکرٹری ایک کارپوریشن کا چیئرمین دو بنک کے سربراہ سمیت بڑے عہدوں پر قادیانی قابض ہیں جنرل ارشاد کے سیاسی مشیر بیرسٹر اے ایم یوسف ایک مشہور قادیانی خاندان کے فرد ہیں ان کے والد، والدہ رشتے دار خود قادیانی ہیں اگرچہ وہ زبانی کہتے ہیں کہ ہم قادیانی نہیں ہیں لیکن ان کے عہدوں میں آنے کے بعد قادیانیت کا ملک میں فروغ اور چہل پہل ہوئی ہے

بنگالی زبان میں ایک قادیانی ہفت روزہ اور ایک ماہنامہ بنگلہ دیش سے نکلتا ہے جو مسلمانوں کو باہم لڑانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

بقیہ:- خصائل نبوی ؐ

دینا گراں ہوا۔ اس پر سورۂ عبس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تنبیہ ہوئی۔ اس طرح جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غایت شفقت اور رحمت کی وجہ سے اس توقع پر کہ یہ لوگ مسلمان ہو جائیں یا ان کی نسل سے مسلمان پیدا ہوں فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا تو قرآن پاک میں اس پر تنبیہ ہوئی، غرض اسی نوع کے واقعات ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی علو شان کے لحاظ سے وہ تقصیر شمار کئے گئے۔

کاروانِ ختم نبوت

- کادیانی رسائل و جرائد کی طرف سے صدارتی آرڈیننس کی خلاف ورزی
- مجلس تحفظ ختم نبوت لوئر پکھل مانسہرہ کا خصوصی اجلاس
- قادیانی مسلم دشمنی کی بنا پر بھارت کے لیے جاسوسی کر رہے ہیں
- محکمہ تعلیم گجرات میں قادیانیوں کی یلغار

گل محمد ظفر نمائندہ خصوصی صادق آباد لکھتے ہیں مجلس تحفظ ختم نبوت صادق آباد کے صدر مولانا عبدالحی نے کراچی میں حالیہ ہنگاموں پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے انہوں نے کہا کہ اس وقت ملک میں اتحاد کی اشد ضرورت ہے کچھ لوگ جھگڑوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہئے انہوں نے مزید کہا کہ اس وقت جب کہ ملک میں شیعہ سنی جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے ایک آرڈی ننس موجود ہے۔ اس آرڈی ننس پر موثر طور پر عملدر آمد نہ ہونے کی وجہ سے آئے دن یہ جھگڑے جنم لے رہے ہیں انہوں نے کہا کہ انتظامیہ میں کچھ ایسے عناصر اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں جو حکومت کے ہر اچھے اقدام کو ناکام بنانے کے لیے دن رات مصروف رہتے ہیں انہی عناصر کی وجہ سے "قادیانیوں کے بارے میں حالیہ صدارتی آرڈی ننس بھی غیر موثر ہوتا جارہا ہے جس کی واضح مثالیں موجود ہیں مظفر گڑھ شہر میں "قادیانیوں کی عبادت گاہ پر ابھی تک کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے "قادیانی جماعت کے رسائل و اخبارات آئے دن اشتعال انگیز تحریریں شائع کر رہے ہیں علماء کرام کو گالیاں دینا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا اپنا مشن بنا رکھا ہے لیکن حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اگر کوئی اخبار ایک آدھ سیاسی خبر چھاپ دے تو دوسرے دن اسے وارننگ مل جاتی ہے لیکن "قادیانی اخبار صدارتی آرڈی ننس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتا رہتا ہے" کوئی اسے پوچھتا تک نہیں۔ مولانا عبدالحی نے مطالبہ کیا کہ کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی افسران کو فوراً معطل کیا جائے ورنہ آئے دن یہ ملک میں کشیدگی کی فضا پیدا کرتے رہیں گے۔

گجرات

گجرات سے ہمارے نمائندے نے یہ اطلاع دی ہے کہ ۲۹/۹/۸۴ کو مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گجرات کا اجلاس بمقام دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت زیر صدارت مولانا عبدالرؤف شاہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں۔

(۱) تمام مرزائیوں کو جو کہ محکمہ تعلیم میں ایک ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں اور مرزائیت کی ابھی تک تبلیغ کرتے ہیں نیز اسلام کو رنگ میں پیش کرتے ہیں جس سے مسلمان طلباء و طالبات جو کہ ابھی تک ناتجربہ کار ہوتے ہیں ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں اس لیے حکومت کو ان کی کڑی نگرانی کرنی چاہیئے اور جہاں کہیں بھی ایسے واقعات ہوں ان کے خلاف کارروائی کر کے اس کا سدباب کیا جائے اور ایسے لوگوں کو فوراً محکمہ تعلیم سے نکال دینا چاہیئے۔ خصوصاً وہ "قادیانی ٹیچر یا پروفیسر حضرات اسلامیات کا مضمون پڑھاتے ہیں ان سے فوراً اسلامیات کا مضمون چھڑوا دیئے جائیں انہوں نے اسلامیات کا مضمون کیا پڑھانا ہے جب کہ خود غیر مسلم ہیں لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ ایسے ٹیچر اور پروفیسر جو مرزائیت کی تبلیغ اور اسلامیات کے مضامین پڑھا کر غلط تشریح

کرکے گمراہ کرتے ہیں ان کو برطرف کیا جائے۔

(۱) مثلاً گجرات میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات مسز بشریٰ شفیع (۲) سیالکوٹ پسرور کالج میں پروفیسر علم دین (اسلامیات) (۳) ماسٹر نثار احمد جوحال ہی میں گجرات سے ٹرانسفر ہوکر ڈسٹرکٹ سیالکوٹ میں ڈی او تعنیات ہوئے ہیں حالانکہ ماسٹر نثار احمد کے متعلق گذشتہ سالوں میں مجلس تحفظ ختم نبوت گجرات نے مرزائی ثابت کرایا تھا اور تبلیغ کرنے کی وجہ سے گورنمنٹ نارمل سکول سے تبدیل کرکے گکراں بھیج دیا گیا تھا ایسے شخص کو محکمہ تعلیم سے نکال دینا چاہیئے تھا۔ مگر بہت افسوس ہے محکمہ تعلیم پر کہ اس کو ترقی دے کر سیالکوٹ میں تبدیل کردیا گیا ہے لہذا اس کو فوراً برطرف کیا جائے۔

لوئر پکھل (مانسہرہ)

قاری سید محمد شاہ ناظم نشرواشاعت مجلس لوئر پکھل مانسہرہ سے لکھتے ہیں کہ مجلس تحفظ ختم نبوت لوئر پکھل کا ایک خصوصی اجلاس زیر صدارت مولانا محمد مظفر اقبال قریشی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت لوئر پکھل دفتر مجلس میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں ان مطالبات کو دہرایا گیا جو کہ مرکزی مجلس کی طرف سے عرصہ دراز سے کیے جا رہے ہیں۔

(۱) ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

(۲) اسلم قریشی کے قاتلوں کا سراغ لگایا جائے

(۳) قادیانیوں کو کلیدی عہدے سے ہٹایا جائے۔

(۴) قادیانی لٹریچر جس میں اسلامی اصطلاحات مشتمل ہیں اس کو نظر آتش کیا جائے۔

(۵) ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ لینز منسوخ کی جائے۔

(۶) ربوہ میں نو مسلموں کو تحفظ دیا جائے۔

لودھراں

(نمائندہ خصوصی نور محمد مجاہد) لودھراں شہر میں مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۸۴ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں کے سرپرست حضرت مولانا محمد موسیٰ امیر صوفی محمد علی ناظم اعلیٰ نور محمد مجاہد، سردار محمد ارشد خان ایڈووکیٹ نے کہا ہے کہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی شر انگیزیوں نے مسلمانوں کو عدم تحفظ کے احساس میں مبتلا کردیا ہے ان کی سرگرمیوں نے مملکت پاکستان کی سالمیت کو خطرات سے دوچار کردیا ہے انھوں نے کہا کہ ان حالات میں حکومت کے خاموش تماشائی کے کردار نے عوام میں مایوسی پیدا کردی ہے۔

حضرت مولانا محمد موسیٰ نے کہا کہ قادیانی کی اسلام دشمنی کے دستاویزی ثبوت پیش کئے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں کے خلاف بھارت کے لیے جاسوسی کر رہے ہیں ۱۱ جولائی ۱۹۸۴ء روزنامہ جنگ لاہور نے لکھا ہے کہ قادیانیوں نے اندرا گاندھی سے مدد کی اپیل کی ہے

اسی طرح دیکھئے جنگ لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۸۴ء میں جناب ظفر احمد انصاری کا بیان ہے کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں ایم ایم۔ احمد (مرزا۔ مظفر احمد) قادیانی کا ہاتھ تھا

صوفی محمد علی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں نے کہا کہ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا کا سراغ نہ ملنا اس کا ثبوت ہے کہ پولیس انتظامیہ اور حکومت مخصوص افراد کے اشارے پر چل رہی ہے۔ مولانا اللہ یار ارشد کے قاتلانہ حملہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان ملزمان کو سمری کورٹ فوجی عدالت میں بھیجا جائے۔ سردار محمد ارشد خان ایڈووکیٹ لودھراں نے کہا کہ قادیانیوں کی اس غنڈہ گردی کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔

نور محمد مجاہد ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں نے کہا کہ ملک میں صدارتی آرڈی ننس کا مکمل نفاذ کیا جائے۔ اور قادیانی عبادت گاہوں میں کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات لکھنے سے منع کیا جائے۔ کانفرنس کے آخر میں چاروں رہنماؤں نے مندرجہ مطالبات کیئے۔

۱۔ مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

۲۔ فیصل آباد کے ڈی آئی جی میجر مشتاق احمد کو اسلم قریشی کیس میں غفلت برتنے پر معطل کیا جائے۔

۳۔ مولانا اللہ یار ارشد خطیب بلدہ مسجد بخاری، سیالکوٹ کے شیخ مقبول احمد جو کہ ختم نبوت بریگیڈ فرنٹ سالار اور ممتاز قانون دان جناب ریاض الحسن لاہور ہائی کورٹ پر قادیانیوں کے حملوں کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا

باقی صـ ۱۶ پر

ضبط و ترتیب: منظور احمد الحسینی

آپ کے مسائل کا جواب

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہ

گمشدہ چیزوں کا اعلان

سائل: محمد اسلم صاحب

سوال۔ ہماری مسجد میں طرح طرح کے اعلانات ہوتے رہتے ہیں مثلاً کوئی گم ہوگیا ہے۔ کوئی مل گیا ہے۔ کسی کا بکرا کھو گیا ہے، کسی کی گھڑی، کسی کا سائیکل وغیرہ۔ نیز عید قربان کے موقع پر قربانی کی کھالیں مسجد میں واقع مدرسہ کے لیے چندہ جمع کرنے کے لیے دن رات اعلان ہوتے رہتے ہیں شریعت کی رو سے مطلع فرمائیں کہ یہ اعلان مسجد میں جائز ہیں یا نہیں کیونکہ اس طرح ان اعلانوں سے انسان بے زار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح معنی میں شریعت پر چلائے۔

جواب۔ اگر کوئی چیز مسجد میں پڑی ہوئی ملے اس کا اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے (مگر لاؤڈ اسپیکر کے بغیر کیا جائے)، باہر کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو اس کا مسجد میں اعلان کرنا جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بد دعا فرمائی ہے۔ "لَا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ" یعنی خدا کرے تیری گم شدہ چیز نہ ملے

(۲) مدرسہ کے لیے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا اعلان جائز ہے ایک دو بار اعلان کر دیا جائے۔ بار بار شور مچانا مسجد کی بے حرمتی ہے۔ واللہ اعلم

سوال۔ بال زیر ناف کہاں تک مونڈنے چاہئیں ان کی حد کہاں سے کہاں تک ہے؟

جواب۔ ناف سے لے کر رانوں کی جڑوں تک اور پیشاب پاخانہ کی جگہ کے اردگرد جہاں تک ممکن ہو۔

سوال۔ ہم باہر سے جو سامان لاتے ہیں۔ اس پر چنگی ناکہ ادا کرنا پڑتا ہے اور چنگی والے خریداری بل دیکھ کر چار فی صد وصول کرتے ہیں ہم سیٹھوں سے جعلی بل بنوا لیتے ہیں جس سے ناکہ کم ادا کرنا پڑتا ہے کیا ایسا کرنا یعنی جعلی بل بنوا کر ناکہ چنگی کم ادا کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ جب کہ سرکاری ناکہ کم ہوتا ہے لیکن ٹھیکیدار بولی بڑھا چڑھا کر تقریباً دوگنا زیادہ کر لیتے ہیں اگر یہ ٹھیکیدار بولی بڑھا کر ٹھیکہ زیادہ نہ کریں تو سرکاری شرح کم ہوگی۔

جواب۔ جعل سازی کو جائز تو نہیں کہا جاسکتا۔ ظلم سے بچنے کے لیے اس میں کچھ تخفیف ہو جائے تو ہو جائے۔

سوال۔ امامت اور خطابت کی تنخواہ لینا جائز ہے یا ناجائز۔

جواب۔ جائز ہے۔

سوال۔ پہلے زمانے میں لوگ کاشت کاری کرتے تھے تو صرف ہل چلا کر اور پانی لگا کر پیداوار حاصل کرتے تھے۔ لیکن موجودہ دور میں ٹریکٹروں کے ذریعہ سے ہل چلائے جاتے ہیں اور پھر زمین میں کھاد ڈالنی پڑتی ہے اور دوسری گوڈی وغیرہ کرائی جاتی ہے تو ایسی زمین کا عشر ادا کرنا ہو تو زمین پر جو خرچہ ہوتا ہے اس کو نکال کر عشر ادا کیا جائے یا کل پیداوار کا بغیر خرچہ نکالے عشر ادا کرنا ہوگا نیز عشر ادا کرتے وقت بیج نکال کر عشر ادا کریں یا بیج نکالے بغیر ادا کریں۔

جواب۔ ایسی زمین کا آدھا عشر یعنی بیسواں حصہ ہے اخراجات کو وضع نہیں کیا جائے گا۔ باقی صفحہ ۲۲ پر

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نذیر احمد نامی ایک شخص صلوٰۃ باجماعت کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ امام بنا کر نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور یہ کہ بغیر وضو نماز پڑھنا صحیح ہے اور صرف ایک سجدہ بغیر وضو کرنا کافی ہے اہل محلہ خصوصاً تمام علماء دین کو یہود و نصاریٰ کہتا ہے اور تمام علمائے دین کو گالی گلوچ کرتا ہے اور سلام کا بالکل منکر ہے۔ سلام کرنے والوں کو گالی گلوچ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قربانی کوئی چیز نہیں ہے خود بھی نہیں کرتا اور دوسروں کو بھی روکتا ہے دوسرے کی قربانی کا گوشت نہیں کھاتا اور اس کے متبعین نماز نہیں پڑھتے ہیں اور اپنے نوجوان بچیاں کو شادی نہیں کراتے اور تمام مساجد کو اصطبل کہتا ہے اور کہتا ہے کہ عورتوں کو حیض و نفاس کچھ نہیں ہے اور عورتوں کو شریعت کے خلاف بیعت کراتے ہیں (یعنی جو بھی عورت اس سے بیعت کرے نماز، روزہ اور قرآن پڑھنا چھوڑ دیتی ہے) اور بچہ پیدا ہونے کے بعد اذان نہیں دیتے لہٰذا اس شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم عائد ہوتا ہے۔

(نوٹ) قرآن کریم و حدیث رسول کو نہیں مانتے ہیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کی شان میں گستاخی کرتا ہے

(بینوا توجروا)

المستفتین

(۱) مولوی سید حسین (۲) پیر ابوالخیر (۳) مولوی ضمیر الدین
(۴) موذن نور الحق (۵) ممبر فضیل احمد (۶) ممبر لال محمد
(۷) ممبر محمد الرحمٰن (۸) مولوی محمد یونس ارکانی (۹) حبیب اللہ
و دیگر اہل محلہ ابراہیم حیدری کورنگی کراچی نمبر ۲۰ ارکان آباد

الجواب ومنہ الصدق والصواب

صورت مسئولہ میں چونکہ مذکورہ شخص قطعیات اور متواترات کا منکر ہے اس لیے ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کا ایمان و اسلام سے کچھ تعلق نہیں اور عورتوں کو اس کی بیعت کرنا کفر پر بیعت کرنا ہے نیز اگر مذکورہ شخص کے یہی اعتقادات شروع ہی سے ہیں تو ایسا شخص کافر ہے اگر شروع میں ایسے نہیں تھے بلکہ شروع میں عام مسلمانوں کی طرح تھے بعد میں یہ تبدیلی آئی ہے تو ایسا شخص از روئے شرع مرتد ہے اس کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر اس کی بیوی مسلمان ہے تو از روئے شرع اس کا اس شخص سے نکاح ختم ہوگیا اور اسے اس سے زوجیت کے تمام مراسم ختم کر دینے چاہئیں اور بالکل اس سے جدائی اختیار کرے اور اگر ان میں سے کوئی ایک جدائی پر تیار نہ ہوں تو اہل محلہ کو مداخلت کرکے تفریق کروانی چاہیئے اور مرتد ہونے کی صورت میں یہ شخص واجب القتل ہے لیکن اس کے قتل کا حق ہر انسان کو نہیں بلکہ اس فریضہ سے حکومت کو سبکدوش ہونا چاہیئے۔ واللہ اعلم۔

محمد طاہر
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
(مہر دارالافتاء دارالعلوم کورنگی)

الجواب الصحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

بقیہ: کاروان ختم نبوت

کہ ملزموں کو گرفتار کرکے کیفر کردار کو پہنچایا جاوے

۴۔ مرزا طاہر احمد کو لندن سے گرفتار کرکے ان کے خلاف ملک دشمنی کا کیس چلایا جائے۔

۵۔ جماعت احمدیہ (مرزائیہ) ایک سیاسی جماعت ہے جو کہ انگریزوں اور یہودیوں کے لیے جاسوسی کرتی ہے لہٰذا اس کو غیر قانونی قرار دے کر اس پر پابندی لگائی جائے

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

غونیں داستان

قسط ۳

رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات

ایک انگریز مؤرخ کی زبانی

ملک زمین و ملائک جناب تھی دلّی
بہشت و خلد میں بھی انتخاب تھی دلّی

جواب کاہے کو تھا، لاجواب تھی دلّی
مگر خیال سے دیکھا تو خواب تھی دلّی

پڑی ہیں آنکھیں وہاں، جو جگہ تھی نرگس کی
خبر نہیں کہ اسے کھا گئی نظر کس کی

جنونِ انتقام

آپ انگریزوں کی خونریزیاں دیکھ چکے ہیں، لیکن اس سے ان کے جنون انتقام کی پیاس نہ بجھی۔ وہ چاہتے تھے کہ دہلی کو ڈھاکر ویران کر ڈالا جائے۔ لال قلعہ کا نشان مٹا دیا جائے شاہ جہاں کی بنائی ہوئی مسجد جامع کو زمین بوس کر دیا جائے۔ اگر ان کے بس میں ہوتا تو دہلی کی زمین کو اٹھاکر اتھاہ سمندر میں پھینک دیتے باس ورتھ سمتھ نے لکھا ہے:

بعض افسر رومی بربریت کے جوش میں اصرار کر رہے تھے کہ شہر کو جو ہندوستان کا سرمایۂ افتخار اور اس کا دارالحکومت تھا، جسے ملک کا رومۃ الکبریٰ کی حیثیت حاصل تھی، ڈھاکر زمین کے برابر کر دیا جائے۔ اور زمین کے شورزار بنادیا جائے۔ دوسرے اس سے بھی چند قدم آگے بڑھ کر مذہبی بربریت کے جنون میں اس بات پر زور دے رہے تھے کہ جامع مسجد کو جو دنیا کی شاندار ترین اور نفیس ترین عمارتوں میں سے تھی، کھدوا دیا یا کم از کم اس کے کلس پر صلیب نصب کر کے، گرجے کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے مسیحی فتح کا یہ حد درجہ بے غیرتی کی نشان متصور ہوتا۔ ایک بڑے گروہ کا اصرار یہ تھا کہ رفیع الشان شاہی محل (لال قلعہ) کو ضرور برباد کر دیا جائے، تاکہ جو یہاں سے گزرے، پڑھ لے کر مغلوں کا آخری نشان مٹ گیا:

”خون کے اس دھارے میں جو اس نے بہایا وہ برباد ہوگیا، امید سے خالی، نفرت کا ہدف، کھنڈروں میں مدفون، جرم میں غرق“

(باس ورتھ سمتھ جلد دوم ص ۱۴۹)

شہر میں ہل چلانے کی تجویز

چنگیز خان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ نیشاپور کے محاصرے میں اس کا داماد مارا گیا۔ لہٰذا اس نے حلف اٹھایا کہ نیشاپور کو ویران کر کے دم لے گا۔ چنانچہ شہر فتح ہوا تو پوری آبادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ نہ کوئی مرد زندہ چھوڑا، نہ عورت، نہ بچہ، پھر جانوروں کی باری آئی۔ بیل، گھوڑے گدھے، اونٹ، بھیڑ بکریاں غرض ہر شے ختم کر دی گئی۔ یہاں تک کہ کتوں اور بلیوں کو بھی نہ چھوڑا گیا۔ اور شہر کو ڈھا کر

ہل چلو دیے۔ چنانچہ ایک قرن تک نیشاپور کی جگہ کھیتی باڑی ہوتی رہی۔ بالکل اسی قسم کی تجویز انگریزوں نے جان لارنس کے روبرو پیش کی تھی۔ باس ورتھ نے لکھا ہے کہ لارنس کے دوستوں نے دلی شہر میں ہل چلوا دینے کی تجویز پیش کی تو اس نے کرنل ربن کو لکھا:

> میں کبھی اس تجویز کو منظور نہ کروں گا۔ ہمیں مذہبی عمارتوں کی بربادی سے بالاہتمام احتراز کرنا چاہیے۔ نہ دوستوں کی خوشنودی کے لیے ایسا کوئی قدم اُٹھا جاسکتا ہے۔ اور نہ دشمنوں کو آزار پہنچانے کے لیے۔
>
> (باس ورتھ سمتھ جلد دوم ص ۱۶۸)

لارنس آباد

دہلی کا نشان مٹا دینے کی تجویز نہ مانی گئی تو انگریزوں نے زور دیا کہ شہر کا نام "شاہجہان آباد" کی جگہ "لارنس آباد" رکھا جائے۔ معلوم نہیں ذمہ دار حکام نے اس باب میں کیا کچھ کیا۔ لیکن اس سے پیشتر بھی دہلی کے نام مختلف بادشاہوں نے بدلے تھے۔ کسی کو بھی فروغ حاصل نہ ہوا۔ سب سے زیادہ "شاہجہان آباد" نے پائی تاہم دہلی کی ہردلعزیزی کے سامنے شاہجہان آباد کا بھی چراغ بھی روشن نہ رہ سکا۔ "لارنس آباد" کب عام لوگوں کی زبان پر چڑھ سکتا تھا۔ نئی دہلی کا نام بھی ابتداء میں "جارج آباد" تجویز ہوا تھا۔ وہ بھی اسی وجہ سے ترک کردیا گیا کہ اس میں "دہلی" کی سی جاذبیت پیدا نہیں ہوسکتی تھی۔

انہدام اور اس کے مقاصد

باغی ہر شہر میں خاص عمارتیں ڈھادی گئیں اور کچھ جل کر تباہ ہوگئیں۔ مولوی ذکاء اللہ فرماتے ہیں کہ بعض مکانات میں سے کسی سبب سے آگ لگ جاتی تھی۔[1] لیکن آگ خودبخود کیونکر لگ سکتی تھی؟ شہر میں سے لوگ نکل چکے تھے۔ یقیناً یہ آگ فوجی لگاتے ہوں گے۔ جو عمارتیں انگریزوں نے منہدم کرائیں، ان کا مقصد یہ بتایا گیا:

(۱) قلعے کے سامنے میدان ضروری تھا۔

(۲) جامع مسجد کے اردگرد پچیس پچیس فٹ کھلی جگہ لازمی تھی۔

(۳) ریلوے اسٹیشن اور ریلوے لائن کے لیے جگہ پیدا کرنا منظور تھا۔

بازار اور عمارتیں

ان مقاصد کے لیے جو عمارتیں ڈھائی گئیں ان کی سرسری کیفیت ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) چوک سعد اللہ خاں، یہ لال قلعے کے دہلی دروازے سے شروع ہوتا تھا، بہت ہی خوبصورت اور پررونق مقام تھا۔

(۲) اردو بازار، خانم بازار، خاص بازار، فیض بازار۔

(۳) بلاقی بیگم کا کوچہ، خان دوراں کی حویلی، گلیوں کا بازار، دریا گنج کی گھاٹی، انگوری باغ، بگیا باڑی، بعض بالکل منہدم ہوگئے اور بعض کے حصے ڈھا دیے گئے۔

(۴) مسجد جامع سے راج گھاٹ دروازے تک سب عمارتیں بالکل صاف کردی گئیں۔

(۵) کلکتہ دروازے سے کابلی دروازے تک سب محلے صاف ہوگئے۔ مثلاً پنجابی کٹرا، دھوبی کٹرا، رام گنج، سعادت خاں کا کٹرا، جرنیل کی بی بی کی حویلی، راجی واس گودام والے کے مکانات، صاحب رام کا باغ اور حویلی۔

(۶) جامع مسجد کے قریب مشہور شاہی درسگاہ دارالبقا جہاں آخری دور میں مفتی صدر الدین آزردہ نے درس کا انتظام کیا تھا۔

انہدام کی کیفیت

قلعے کے سامنے کے مکانات اِنھیں سے منہدم کرائے گئے۔ اول ان کا کاٹ نیلام ہوا۔ اینٹ پتھر قلعے کی خندق

[1] ذکاء اللہ ص ۱۷

کا پشتہ بنانے کے کام آئے۔ میدان بن گیا تو پھر اس کے مضبوط درخت نیلام ہوئے۔ مکانوں کی بنیادوں کے پتھر بیچے گئے۔ بعض مکانات ثابت کے ثابت اینٹ پتھر سے بھر کر برابر کر دیے گئے تھے۔ اب وہ پھر کھود کر نکالے گئے۔ مولوی ذکاء اللہ کا مکان جامع مسجد اور قلعے کے درمیان تھا۔ اینڈریوز نے مولوی صاحب کی زبانی لکھا ہے:

> فتح دہلی کے بعد فوج کے افسر اور سپاہی پہنچے اور بچے کھچے مکانوں کو حکم سے خالی کرایا کہ یہ محلہ سارا منہدم کر دیا جائے گا۔ ایک گھنٹے کے اندر لوگ صدیوں کے بسے ہوئے گھر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور تمام محلہ بارود سے اُڑا دیا گیا۔

لال قلعہ

لال قلعے کی پہلی حالت باقی نہ رکھی گئی۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء تک اندر دس ہزار سے کم آبادی نہ تھی۔ جو عمارتیں فتح کے بعد انگریزوں نے توڑیں، ان کی سرسری کیفیت یہاں درج کی جاتی ہے:

(۱) امیروں اور شہزادوں کے تمام محلات توڑ دیے گئے۔

(۲) دیوان عام کا صرف ہال باقی رہ گیا، اس کی باقی چیزیں توڑ دی گئیں۔ اور یہ بھی اب ڈھانچہ ہی ڈھانچہ ہے شاہی عہد کے دیوانِ عام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) دیوان عام کے قریب سب بڑا شاہی محل تھا، جس کا نام رنگ محل تھا۔ اور اسے امتیاز محل بھی کہتے تھے۔ وہ باقی ہے لیکن اس کے فوارے، حوض اور دوسری چیزیں باقی نہیں رہیں۔

(۴) موتی محل، یہ محل میرا محل کے شمال میں اور باغ حیات بخش کی مشرقی آبشار کے سامنے تھا۔ انگریزوں نے اسے توڑ کر توپ خانہ کی بارک بنالی۔

(۵) باغ حیات بخش بھی تباہ کر دیا گیا تھا۔ ۱۹۰۲ء تک ملبے کے نیچے دبا رہا۔ اس کا کچھ حصہ بارکوں میں آگیا تھا، کچھ سڑکوں میں۔ باقی باغ کو پھر سے رونق دینے کی کوشش کی جارہی ہے، لیکن پہلی حالت کی جھلک بھی اس میں نظر نہیں آتی۔

(۶) مہتاب باغ بالکل اُجڑ گیا، اس کے حوض کو مدت تک

(۷) گوروں نے تیراکی کا حوض بنائے رکھا۔

ظفر محل یا جل محل کی پہلی شان جاتی رہی۔

(۸) چھوٹی بیٹھک یعنی "خورد جہاں" مٹ گیا۔

(۹) ممتاز محل آج کل آثار قدیمہ کا عجائب خانہ ہے۔

(۱۰) دیوان عام کے شمال میں مطبخ شاہی تھا، اس کا نشان تک باقی نہیں رہا۔ اس حصے میں بے ڈھنگی بارکیں انگریزوں نے کھڑی کرلیں۔

(۱۱) دیوان عام اور دیوان خاص کے درمیانی حصے اور لال پردے کا بھی کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا۔

مسجدیں

فتح دہلی کے بعد انگریزوں کے جنون انہدام کی بجلیوں سے مسجدیں بھی نہ محفوظ رہیں۔ چھوٹی مسجدوں کا شمار ممکن نہیں لیکن بڑی مسجدوں میں سے بعض کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے:

اکبرآبادی مسجد، یہ فیض بازار میں تھی۔ اور شاہ جہاں بیگم اعزاز النساء نے بنوائی تھی، جس کا خطاب اکبر محل تھا۔ مسجد کا مسقف حصہ ترسٹھ گز لمبا اور گز چوڑا تھا۔ اس کے تین گنبد اور سات در تھے۔ دائیں بائیں دو خوب صورت اور بلند مینار تھے۔ ترسٹھ گز لمبا اور ترسٹھ گز چوڑا صحن تھا جو زمین سے تین گز اونچا تھا۔ اس کے گرد تین گز اونچا کٹہرا بنا ہوا تھا۔ صحن کے سامنے وضو کے لیے حوض تھا۔ حوض کے پاس مسجد میں جانے کے لیے سیڑھیاں بنادی گئی تھیں۔ پوری عمارت سنگ سرخ کی تھی۔ سامنے کی طرف سنگ مرمر کی بیلیں بنی ہوئی تھیں، مسجد کے شمال، جنوب اور مغرب میں تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر خوب کھلے اور صاف حجروں کی قطاریں تھیں۔ حجروں کے سامنے برآمدہ تھا۔ گویا مسجد بطور خاص اس غرض سے بنائی گئی تھی کہ طلبہ حجروں میں رہیں۔ اور مسجد میں تعلیم پائیں۔ شاہ عبدالقادر محدث اور شاہ رفیع الدین محدث مدت تک یہاں درس دیتے رہے۔ سید احمد شہید بریلوی نے اپنی تحریک کا لائحۂ عمل

اسی مسجد کے حجروں میں تیار کیا تھا۔ اس مسجد سے قلعے کے لاہوری دروازے تک کا بازار اردو بازار کہلاتا تھا۔ انگریزوں نے قلعے کے درمیانی حصے میں میدان نکالنے کے لیے جہاں سیکڑوں مکان گرائے، وہاں یہ مسجد بھی شہید کرادی، حالانکہ اسے محفوظ رکھا جاتا تو میدان اور عام منظر کی خوبصورتی بڑھ جاتی اور ایک عالی شان عبادت گاہ بھی رہتی۔

۲۔ اورنگ آبادی مسجد، یہ مسجد پنجابی کٹرے میں تھی، جو اسٹیشن اور ریلوے لائن میں آگیا۔ مسجد اس جگہ تھی جہاں آج کل بڑا اسٹیشن ہے۔ پوری عمارت سنگ سرخ کی نہایت خوش وضع اور خوب صورت تھی۔ اس میں مولوی عبدالخالق امام تھے، شمس العلماء مولانا نذیر احمد کے خسر تھے۔ شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے ابتدار میں یہیں درس شروع کیا تھا، پھر یہ مسجد انگریزوں نے منہدم کرادی تو وہ پھاٹک حبش خان میں چلے گئے۔

۳۔ چوبی مسجد، قلعے کے اندر مہتاب باغ سے آگے نکل کر شاہی مطبخ کے پاس تھی، انگریزوں نے تڑوادی کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی وضع و ہیئت کیا تھی۔[1]

جامع شاہ جہانی

یہ مسجد اپنی شان و شوکت، خوبصورتی اور دل آویزی کے لحاظ سے دنیا کی چند بہترین مسجدوں اور عبادت گاہوں میں شمار ہوتی ہے۔ انگریز اسے گرادینے یا گرجا بنا لینے کے خواہاں تھے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ انگریزی فوج کے حملے کے وقت مسلمانوں نے سخت مقابلہ کیا تھا۔ اور انگریزی فوج کو پسپائی پر مجبور کردیا تھا۔ سید ظہیر دہلوی کے بیان کے مطابق اس لڑائی کی اجمالی کیفیت پیش کی جاچکی ہے۔ اصل بیان یہاں درج کیا جاتا ہے:۔

> ایک برن انگریزی فوج کا مسجد کی سیڑھیوں تک آپہنچا تھا۔ اور کچھ لوگ فوج کے رعایا کے گھروں میں گھس کر لوٹ مار کرنے لگے۔ ادھر فوجیوں نے یہ چاہا کہ جامع مسجد میں داخل ہوجائیں۔ مسجد میں جو مسلمان جمع تھے انھوں نے دیکھا کہ اب یہ خدا کے گھر میں آکر کشت و خون کریں گے۔ آؤ، بہتر یہ ہے کہ مسجد سے نیچے اتر کر ان سے سمجھ لیں، یہ کہہ کر وہ مسجد کے دروازے سے باہر نکل کر سیڑھیوں پر سے اترنے لگے۔ فوج والوں نے ان پر بندوقیں سرکیں، مگر جو زندہ رہے، وہ سامنے چلے اور باہم جنگ مغلوبہ دست بہ دست ہونے لگی۔ ایک غل شور برپا ہوا اور بلوا ہوگیا۔ لوگ گھروں میں سے لکڑیاں، پلنگ کی پٹیاں، تلواریں لے لے کر دوڑ پڑے۔ اس برن میں کچھ مارے گئے، باقی بھاگ کر اپنے لشکر میں چلے گئے۔[2]

سکھوں کا کیمپ

فتح کے بعد گورے یا تو قلعے میں چلے گئے یا انھوں نے زینت المساجد میں اپنا مرکز قائم کرلیا۔ سکھوں کا لشکر جامع مسجد میں قائم ہوگیا۔ مولوی ذکاءاللہ فرماتے ہیں۔ مندروں کی دُردشا کی کر ہنود دلی میں دوبارہ آباد ہوئے۔ تو انھیں اپنے تمام مندروں کو خاص رسوم ادا کرکے پوتر کرنا پڑا:

> جامع مسجد، شہر کی کل مساجد کی ناک تھی، اس کو یوں نکٹا بنایا کہ سکھ سپاہ کی بارک اس کو بنایا۔ اس میں بول و براز کرنے سے کچھ پرہیز انھوں نے نہیں کیا۔ سکھوں نے اپنے کڑھائے حلوے کے سرخ مینار کے نیچے خوب چڑھائے، سؤر ذبح کرکے پکائے۔ کتے جو انگریزوں کے تھے۔ وہ درگاہ شریف میں پڑے پھرتے تھے۔[3]

شہر خالی پڑا تھا۔ بڑی بڑی حویلیاں اور عمارتوں کا شمار نہ تھا۔ سکھوں کے دوسرے دستوں کو کہیں بھی ٹھہرایا جاسکتا تھا۔ لیکن انگریزوں کا جوش انتقام انھیں کسی طرح بھی

---

[1] واقعات دارالحکومت دہلی جلد دوم ۳۰۹ - ۳۱۱

[2] داستان غدر ص ۱۱۳-۱۱۴ ؛ [3] ذکاءاللہ ص ۱۹۰

دم نہ لینے دیتا تھا۔ اور وہ ایسی حرکتیں کرتے تھے، جو مسلمانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ اشتعال انگیز اور نفرت خیز ہوں۔

مسجد کی بندش

پھر مسجد کو بند کر کے پہرے لگا دیے گئے۔ مرزا قربان علی بیگ سالک نے اپنی نظم "جہاں آباد" کے مندرجہ ذیل بند میں کس درد سے لکھا ہے:

ہجوم مسجد جامع کا کیا کروں اظہار
صف ملائکہ ہوتی جہاں نماز گزار
ہر ایک صف میں ہوا رہتا مصلیوں کا ٹھٹا
اب اس کو دور ہی سے دیکھنا ہوا دشوار
نماز ہے نہ اذاں ہے نہ کوئی جاتا ہے
جب اس کو دیکھیے خالی تو جی بھر آتا ہے

پانچ سال تک تو انگریز بالکل چپ بیٹھے رہے اور مسجد کو بدستور اپنے قبضے میں رکھا، حالانکہ اس اثنا میں متعدد بڑے حاکم دہلی کا دورہ کر چکے تھے۔ غالب کے مکاتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ جولائی ۱۸۶۲ء میں پرستش کا آغاز ہوا اور مسجد کی واگزاشت کا سلسلہ چلا۔ نومبر ۱۸۶۲ء میں واگزار ہوئی۔ اور دس آدمیوں کی ایک کمیٹی انتظام کے لیے بنا دی گئی

واگزاشت کی شرطیں

واضح رہے کہ مسجد بلا شرط و قید واگزار نہیں ہوئی تھی استعمال مسجد کے لیے شرطیں مقرر کی گئی تھیں۔ ان کی کیفیت یہ تھی۔ جو اقرار نامے میں بطور ہدایات مرقوم تھیں۔

(۱) ادائے نماز کے بعد سب آدمی مسجد سے باہر چلے جایا کریں۔

(۲) موذن امام کے سوا رات کو کوئی شخص مسجد میں نہ رہے۔

(۳) ہنود بلا مزاحمت مسجد کے اندر آئیں مگر انھیں ادب ملحوظ رکھنا چاہیے۔

(۴) سول اور فوج کے افسر بھی اندر آنے کے مجاز ہوں گے۔ انھیں جوتا اتارنے کی احتیاج نہیں امید ہے کہ وہ کتے ساتھ نہیں لائیں گے اور سگریٹ وغیرہ نہ پئیں گے۔

(۵) فوجی گورے کمان افسر یا حاکم ضلع سے پاس لیے بغیر اندر نہ جا سکیں گے۔

(۶) وہ سنتری شمالی اور جنوبی دروازوں پر متعین رہیں گے۔ اور ان کی تنخواہ کی ذمہ دار کمیٹی ہوگی۔

اس کے علاوہ کمیٹی نے ذمہ داریاں اٹھائی تھیں۔ وہ بھی ملاحظہ فرمالیجیے:

(۱) مسجد میں کوئی دنگا فساد نہ ہوگا۔

(۲) اگر کوئی مقدمہ مسجد کی بابت قائم ہوگا تو اس کا فیصلہ ہم خود کریں۔

(۳) مسجد میں کوئی ایسی بات نہ ہوگی جو سرکار کی تحقیر و اہانت یا بدخواہی کی موجب ہو۔ اگر کوئی ایسی بات ہوگی اور کمیٹی اس کا تدارک نہیں کر سکے گی تو ڈپٹی کمشنر کو اطلاع دے گی۔

(۴) کمیٹی مرمت کی ذمہ دار ہوگی۔ آمد و خرچ کا حساب باقاعدہ رکھے گی۔

(۵) کمیٹی کا کوئی ممبر مر جائے تو اس کی جگہ ممبر نیا آدمی تجویز کر لیں گے۔

(۶) اگر کوئی امر خلاف مرضی سرکار ظہور میں آئے تو سرکار مسجد کو بند کر دینے کی مجاز ہوگی۔

کمیٹی کے دس ممبر تھے: مرزا الٰہی بخش، مفتی صدر الدین آزردہ، محمد ابراہیم، محمد ابراہیم (ثانی)، محمد حسین، نصیر الدین، تراب علی، حافظ داؤد، محمد تفضل حسین، محبوب بخش، حافظ سید محمد امام مسجد، مولوی تراب علی نے یہ اقرار نامہ لکھا اور ۲۴ نومبر ۱۸۶۲ء کو اس پر دستخط ہوئے۔

بعد کی حالت

مدت مدید تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ انگریز جوتا پہنے ہوئے مسجد میں جاتے۔ مسلمانوں کے دل دکھتے لیکن وہ مجبور تھے، اگر شکایت کرتے تو انگریز دوبارہ مسجد کو بند کر دیتے۔ لارڈ کرزن

علامات قیامت

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

ایک شخص نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے قیامت کی کچھ نشانیاں بتلا دیجئے۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خاص نشانیاں بیان فرمائیں ایک یہ کہ "لونڈی اپنی مالکہ اور آقا کو جنم دے گی اور دوسری یہ کہ نادار اور بھوکے اور ننگے لوگ جن کا کام بکریاں چرانا ہو گا وہ بھی بڑی بڑی شاندار عمارتیں بنائیں گے"۔

پہلی جو نشانی آپ نے بیان فرمائی اس کا مطلب شارحین حدیث نے کئی طرح سے بیان کیا ہے۔ راقم کے نزدیک سب سے زیادہ راجح توجیہ یہ ہے کہ قرب قیامت میں ماں باپ کی نافرمانی عام ہو جائے گی حتیٰ کہ لڑکیاں جن کی سرشت میں ماؤں کی اطاعت اور وفاداری کا عنصر بہت غالب رہتا ہے اور جن سے ماں کے مقابلے میں سرکشی بہت ہی مشکل اور مستبعد ہے اور وہ بھی نہ صرف یہ کہ ماؤں کے مقابلے میں نافرمان ہو جائیں گی بلکہ الٹی اس طرح ان پر حکومت چلائیں گی جس طرح ایک مالکہ اور سیدہ اپنی زرخرید باندی پر حکومت کرتی ہے اسی کو حضرتؐ نے اس عنوان سے تعبیر فرمایا ہے کہ "عورت اپنی مالکہ اور آقا کو جنے گی"۔ یعنی عورت سے جو لڑکی پیدا ہوگی وہ بڑی ہو کر خود اس ماں پر اپنی حکومت چلائے گی۔ اور کوئی شک نہیں کہ اس نشانی کے ظہور کی ابتداء ہو چکی ہے۔

اور دوسری نشانی جو حضرت نے بیان فرمائی کہ "بھوکے ننگے اور بکریوں کے چرانے والے اونچے اونچے محل بنائیں گے"۔ تو یہ اس طرف اشارہ ہے کہ قرب قیامت میں دنیوی دولت و بالادستی ان اراذل کے ہاتھ میں آجائے گی جو اس کے اہل نہ ہوں گے۔ اور ان کو بس اونچے اونچے شاندار محل بنوانے سے شغف ہوگا اور اسی کو وہ سرمایۂ فخر و مباہات سمجھیں گے اور اسی میں اپنی اولوالعزمی دکھائیں گے اور ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے

ایک دوسری حدیث میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے، "اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعة"۔ یعنی جب حکومتی اختیارات اور مناصب و معاملات نااہلوں کے سپرد ہونے لگیں تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔

زیر تشریح حدیث کے آخر میں ہے کہ اس سائل کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ یہ سائل جبریل امین تھے اور اس لیے سائل بن کر آئے تھے کہ اس سوال و جواب کے ذریعے صحابہ کو دین کی تعلیم اور تذکیر ہو جائے اس حدیث کی بعض روایات میں یہ تصریح بھی ہے (حضرت جبریل کی آمد اور گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے آخری حصہ میں ہوئی تھی۔

گویا تیئیس سال کی مدت میں جس دین کی تعلیم مکمل ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نے چاہا کہ جبریل کے ان سوالات کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے پورے دین کا خلاصہ اور لب لباب بیان کرا کے صحابہ کے علم کی تکمیل کر دی جائے اور ان کو اس امانت کا امین بنا دیا جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ دین کا حاصل بس تین ہی باتیں ہیں (۱) یہ کہ بندہ اپنے کو بالکل اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بنا دے اور اس کی بندگی کو اپنی زندگی بنا لے۔ اور اسی کا نام اسلام ہے اور ارکان اسلام اسی حقیقت کے مظہر ہیں (۲) ان اہم غیبی حقیقتوں کو مانا

جائے اور ان پر یقین کیا جائے جو اللہ کے پیغمبروں نے بتلائیں اور جن کو ماننے کی دعوت دی اسی کا نام ایمان ہے (۳) اور اللہ نصیب فرمائے تو اسلام و ایمان کی منزلیں طے کرلینے کے بعد کی تیسری اور آخری تکمیلی منزل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایسا استحضار اور دل کو مراقبہ حضور و شہود کی ایسی کیفیت نصیب ہوجائے کہ اس کے احکام کی تکمیل اور اس کی فرمانبرداری و بندگی اس طرح ہونے لگے کہ گویا اپنے پورے جمال و جلال کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور ہم کو دیکھ رہا ہے اور اسی کیف و حال کا نام احسان ہے ۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے راہنماؤں کی بین الاقوامی

دورہ پر روانگی

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کا ایک وفد بیرون ملک تبلیغی دورہ کے سلسلہ میں روانہ ہوگیا۔ دو رکنی وفد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ناظم اعلیٰ عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ناظم نشریات حضرت مولانا منظور احمد الحسینی شامل ہیں یہ وفد نائیجریا، ڈنمارک، انگلینڈ، کینیا، انڈیا، ناروے اور ساؤتھ افریقہ وغیرہ کا دورہ اور وہاں کے مسلمانوں کو مرزائیت کے پرفریب جال سے خبردار کریں گے۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے فرمایا

"آزادی کے محل کی تعمیر میں گارے کی جگہ میرا خون اور اینٹوں کی جگہ میری ہڈیاں کام آجائیں تو اس سے بڑی سعادت کیا ہوگی۔"

قتل کی دھمکی پر مولانا آزاد کا ریمارکس

آپ کے مسائل کا جواب

سوال ۔ کیا جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے تو آپ کی مکہ مکرمہ سے شہریت ختم کردی گئی تھی اور پھر آپ کسی شخص کی امان حاصل کرکے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے ۔ اگر ایسا ہے تو اس شخص کا نام بھی تحریر فرمائیں کہ وہ کون شخص تھا ۔

جواب مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے سیرۃ المصطفیٰ (ج ۱ ص ۲۸۱) میں، مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری نے سیرت کبریٰ (ج ۲ ص ۱۰۱) طبقات ابن سعد کے حوالے سے (سیرت مصطفیٰ میں زاد المعاد کا حوالہ بھی دیا گیا ہے) اور حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ (ج ۳ ص ۱۳۷) میں اُموی کی مغازی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ مطعم بن عدی کی پناہ میں تشریف لائے تھے ۔

سوال ۔ کیا طائف سے واپسی پر آپ کو تبلیغ سے روک دیا گیا تھا اور آپ صرف حج کے موقع پر ہی دین کی تبلیغ کرسکتے تھے

جواب ۔ کفار کی جانب سے تبلیغ پر پابندی لگانے کی ہمیشہ کوشش ہوتی رہی، لیکن یہ پابندی آپ نے کبھی قبول نہیں فرمائی، البتہ جب یہ دیکھا کہ مکہ میں فی الحال قبول حق کی استعداد نہیں اور نہ یہاں رہ کر "زیادہ تبلیغ کے مواقع ہیں تو آپ نے موسم حج میں باہر سے آنے والے قبائل کو دعوت پیش کرنے کا زیادہ اہتمام فرمایا جس سے یہ مقصد تھا کہ اگر باہر کوئی محفوظ جگہ اور مضبوط جماعت میسر آجائے تو آپ وہاں ہجرت کر جائیں ۔

سوال ۔ زمانہ فترۃ وحی میں تبلیغ اسلام کی دعوت جاری رہی یا نہیں جب کہ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ مودودی صاحب کی رائے میں پہلی وحی کے بعد "تین سال تک آپ کو ٹریننگ دی جاتی رہی اور اس کے بعد تبلیغ کا حکم ہوا امید ہے کہ آپ جواب سے نوازیں گے۔

جواب ۔ ابتدائی وحی کے نزول کے بعد "تین سال تک وحی کا نزول بند رہا ۔ یہ زمانہ "فترۃ وحی" کا زمانہ کہلاتا ہے ۔ اس وقت تک دعوت و تبلیغ کا عمومی حکم نہیں ہوا تھا ۔

"زمانہ فترت" کے بعد سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور آپ کو دعوت و انذار کا حکم دیا گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ واللہ اعلم ۔

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

زین العابدین عابدؔ

آخری جام ہو مدینے میں

جس طرف بڑھ رہے ہیں ہم آگے ۔ وادیٔ خار زار ہے اے دل
صبر سے کام لیجئے گا یہاں ۔ منزلِ انتظار ہے اے دل

بے بسی ، بے کسی کے عالم میں ۔ چل پڑا قافلہ سوئے صحراء
یہ ہے قسمت خزاں نصیبوں کی ۔ اب چمن میں بہار ہے اے دل

اپنی تو ایک ہی تمنا ہے ۔ مثلِ آئینہ دیکھ لیں اُن کو
زندگی گذری اس تصور میں ۔ بات یہ بے غبار ہے اے دل

حُسن بے انتہا کے جلوؤں نے ۔ عشق بے قید کے کرشموں نے
کہہ دیا بے ثبات ہے دنیا ۔ زندگی مستعار ہے اے دل

آخری جام ہو مدینے میں ۔ عابدؔ خشک لب کو جب بھی ملے
آج ساقی سے بزم میں جا کر ۔ کہنا یہ بار بار ہے اے دل